بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

سمجھ میں نہیں آتا کہ ملک میں آج کل فرقہ وارانہ کشیدگی کا ظہور جس شرمناک طریقہ پر ہو رہا ہے اس پر کن لفظوں میں اظہارِ افسوس کیا جائے۔ ہندوستان کی پیشانی پر غلامی کا کلنک کا ٹیکہ ہی کیا کچھ کم تھا کہ اب اس طرح آپس میں لڑ جھگڑ کر اقوامِ عالم میں اپنے لئے ذلت و رسوائی کا ایک نیا سامان بہم پہنچایا جا رہا ہے۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ انگریز اعلان پہ اعلان کر رہا ہے کہ وہ ہندوستان کو آزاد کرنا چاہتا ہے اور اپنے اس ارادہ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اس نے آزادی کی پہلی قسط دے بھی دی ہے چنانچہ اب مرکز میں مختلف اقوامِ ہند کے مسلمہ نمایندوں کی گورنمنٹ قائم ہے، صوبوں میں حکومت کا کام خود عوام کے منتخب کئے ہوئے افراد چلا رہے ہیں دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں سے ہندوستان خود اپنی صوابدید کے مطابق سیاسی رشتہ جوڑ رہا ہے اور یہ سب طاقتیں بھی اس کی طرف دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھا رہی ہیں اقوامِ متحدہ کی صلح کانفرنس میں ہندوستان کو برابر کی نمائندگی کا حق حاصل ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ لیکن ہندوستان کے لوگوں نے آزادی کی اس پہلی قسط کا خیر مقدم کس طرح کیا؟ اس کا جواب لینا ہو تو کلکتہ، بمبئی، احمد آباد، الہ آباد، مشرقی بنگال، بہار اور میرٹھ کے دردانگیز اور انتہائی شرمناک واقعات پر ایک نظر ڈالئے۔ جہاں انسانی خون پانی کے قطروں سے زیادہ بے دردی اور بے رحمی سے بہایا گیا ہے اور جہاں کے ہزاروں مردوں اور عورتوں کی خانہ خرابی نے انسانیت و شرافت کے نام کو بھی بٹہ لگا دیا ہے۔ آہ! کتنا بدنصیب ہے وہ طائرِ زیرِ دام جس کے قید و بند کی بندشیں صیاد ڈھیلی کرنی چاہتا ہے تاکہ اس کے بال و پر میں طاقت آجائے تو وہ قفس سے پرواز کر سکے لیکن عرصہ دراز کی خوئے گرفتاری و اسارت کے باعث وہ بدنصیب قفس کو ہی اپنا آشیاں سمجھنے لگا ہے اور اس بنا پر صیاد جال کا ایک حلقہ ڈھیلا کرتا ہے تو وہ اپنی منقار سے اسے پھر کس دیتا ہے۔

بن رہے ہیں اپنی منقاروں سے حلقہ جال کا طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

اس وقت تک کی عام اطلاعات یہ ہیں کہ ایک مشرقی بنگال کو چھوڑ کر باقی ہر جگہ کے فسادات میں جانی اور مالی نقصان زیادہ تر مسلمانوں کا ہی ہوا ہے اور قرین قیاس بھی یہی ہے کیونکہ مسلمان بحیثیت مجموعی ہندوستان کی آبادی کا کل ¼ حصہ ہیں اور الکفر ملۃ واحدہ کے ارشاد کے مطابق باقی سب قومیں ان کی مخالفت میں ایک ہیں گنتی میں اس قدر کم ہونے کے باوجود وہ اقتصادی تعلیمی اور سیاسی اعتبار سے بھی اپنی ہمسایہ قوموں سے بہت پیچھے ہیں، لے دیکر ایک فن حرب وضرب تھا جس میں مسلمان سب پر فوقیت رکھتے تھے لیکن اب اس میں بھی ان کو وہ امتیاز باقی نہیں رہا۔ کیونکہ دوسری قوموں نے باقاعدہ ورزش اور حرب وضرب کی تعلیم کو اپنی زندگی کے معمولات میں شامل کرلیا ہے اور وہ اس پر سختی کے ساتھ عامل ہیں۔

یہ نقصانات تو وہ ہیں جو غریب مسلمانوں کو اب پہنچ رہے ہیں اور کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان کی تلافی کس طرح ہوسکے گی اب ذرا اس پر غور کیجئے کہ اگر ان فسادات کا خاتمہ نہیں ہوا اور موجودہ المناک صورت حال یونہی قائم رہی تو ان کے باعث ملک میں جو سیاسی انقلاب پیدا ہوگا مسلمانوں پر اس کے اثرات کیا ہوں گے؟ بہت ممکن ہے مرکز میں جو قومی حکومت قائم ہے وہ ٹوٹ جائے اور بعید نہیں کہ صوبہ کی حکومتیں بھی ختم ہوجائیں لیکن کیا اس کے بعد ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں پھر سخت ہوجائیں گی؟ اور ملک اس وقت آزادی کی جس منزل تک پہنچ چکا ہے اس کے قدم اس سے پھر پیچھے لوٹ جائیں گے ظاہر ہے کہ کوئی ہوشمند انسان جس کی نظر دنیا کے موجودہ حالات اور بین الاقوامی سیاسی انقلابات پر ہے اس سوال کا جواب اثبات میں دینے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ ممکن ہے "سادہ لوح مسلمان" اس وقت بھی اسی طرح "یوم نجات" منائیں اور جشن چراغاں کریں جیسا کہ انھوں نے گذشتہ جنگ کے آغاز میں کانگرسی وزارتوں کے استعفا دینے پر کیا تھا لیکن جن حالات نے احمد نگر جیل کے قیدیوں کو (جن کے متعلق سزائے موت تک کی تیاریاں کی جارہی تھیں) آج ہندوستان کے اقتدار اعلیٰ کی کرسیوں پر لا بٹھایا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کل وہ حالات بدل جائیں گے اور کوئی طاقت برطانوی ملوکیت کے دست وبازو میں جس کو جنگ نے بالکل مفلوج اور شل کردیا ہے اسے پھر ایسی روح توانائی پھونک سکے گی کہ وہ ہندوستان کی چڑیا کو جس میں اب شاہین کے سے بال و پر پیدا ہوگئے ہیں پہلے کی سی طرح مضبوطی سے پکڑ سکے گی۔ ایک طرف مسٹر چرچل ایسے بطل اعظم انگلستان کا قعر گمنامی میں جا پڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ برطانوی شہنشاہیت

اب عالمِ سکرات طاری ہے اور وہ کسی طرح اس سے جانبر نہیں ہو سکتی اور دوسری جانب ہندوستان میں غالب اکثریت رکھنے والی قوم جو ۲۵ سال سے حکومت سے برابر ٹکر لیتی چلی آرہی ہے اس کی ہمت و عزم کا یہ عالم ہے کہ ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے وہ اپنے دل میں نئی امنگوں اور ولولوں اور پہلے سے زائد جوش و خروش کی دنیا آباد پاتی ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے ختم ہو جانے کے بعد ہندوستان پھر بھی غلام ہی رہے گا اور اس کے لئے آزادی کا جو اعلان بار بار ہو چکا ہے وہ حرفِ غلط کی طرح منسوخ کر دیا جائے گا۔

اب خدا کے لئے ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے غور فرمائیے کہ اگر مسلمانوں کی منفی سیاسی پالیسی کا یہی عالم رہا تو اُس وقت ہندوستان کے دس کروڑ فرزندانِ توحید کا کیا حشر ہوگا! اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے آپ کو دور جانے کی ضرورت نہیں گذشتہ اپریل یعنی جبکہ برطانوی مشن ہندوستان آیا تھا اُس وقت سے لیکر اواخر اکتوبر تک جبکہ مسلمانوں نے بحیثیت جماعت حکومت میں شرکت کی ہے۔ ان چند مہینوں کی مسلم سیاست کی روداد پر ایک نظر ڈال جائیے تو آپکو معلوم ہوگا کہ دعاوی کیا تھے؟ نعرے کیا لگائے جاتے تھے؟ مسلم عوام کے دل و دماغ میں تصور کیا پیدا کیا گیا تھا؟ تنقیدات کس قدر سخت تھیں؟ لیکن بایں ہمہ اپنے آپ کو مجبور و بے بس پا کر اسی ایک لقمۂ خشک پر قناعت کر لی گئی جس کو انگریز نے "بکمالِ فیاضی" پیش کیا تھا! پس اگر ہمارے قول و عمل کی عدم مطابقت اور افسردہ دلی و پست ہمتی کا عالم کل بھی یہی رہا تو کون بتا سکتا ہے کہ کل اس سرزمین میں غریب مسلمان کی سیاسی زندگی کا انجام کس درجہ عبرتناک ہوگا!

اے کاش! ہم سمجھ سکتے کہ قومیں صرف نعرہ لگانے اور کسی کے خلاف جذباتِ نفرت و عداوت کے اظہار کرنے سے نہیں بنتیں بلکہ قوم بنتی ہے اخلاقی اور روحانی اعتبار سے بلند پایہ ہونے سے تعلیمی اور اقتصادی حیثیت میں مضبوط اور طاقتور ہونے سے۔ ایک بلند مقصد کے ساتھ والہانہ گرویدگی کے رکھنے اور اس کے لئے بے پناہ دولت عزم و ہمت، ثبات و استقلال، عمل پیہم اور سعی مسلسل پر کاربند رہنے سے۔ جو قوم ان صفات کی حامل ہو اسے کبھی کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا اور اس کے حقوق کو کوئی طاقت غصب نہیں کر سکتی۔ مفکر اسلام اقبال مرحوم نے کہا ہے اور بالکل سچ کہا ہے،

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم　　　عشق ہو جس کا جسور، فقر ہو جس کا غیور